مہنگائی کا طوفان اور میڈیا کا کردار

تحریر: سہیل احمد لون

خوراک کے صوبائی وزیرِ پنجاب بلال یاسین نے ایک بار نجی ٹی وی چینل پر انٹرویو کے دوران عوام کو چند ٹوٹکے بتائے مثلاً ٹماٹر خرید نے کی سکت نہ ہو تو اس کی جگہ لیموں یا دہی سے کام چلا لیں۔ حکومت کشمیریوں کی ہے مگر سبزیوں کی قیمتیں دیکھ کر اتنا ضرور احساس ہوتا ہے کہ ضیاء الحق کے سیاسی وارثوں نے اس کی برادری سے وفاداری نبھانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ غریب کے پاس اگر دال یا سبزی پکانے کے لیے بھی پیسہ نہ ہو تو ٹماٹر، پیاز سے روٹی کھانے کا بندوبست کر لیتا تھا مگر موجودہ حالات میں ٹماٹر، پیاز بھی غریب عوام کی پہنچ سے باہر ہو گیا ہے۔ گزشتہ حکومتوں میں بھی چینی کی مصنوعی قلت کی گئی پھر سیاسی رہنماؤں نے چینی کے بغیر کام چلانے کے ٹوٹکے عوام کو بتانا شروع کر دیے۔ بلال یاسین وزارت ملنے کے بعد تو بہت متحرک نظر آئے اپنی روزمرہ کی کارروائی بڑے تواتر کے ساتھ سوشل میڈیا پر ایسے نشر کرتے جیسے مغربی ممالک میں اکثر پارلیمنٹ کے ممبران کرتے ہیں۔ مگر چند روز میں بلال یاسین کا جوش اپنے قائد کے ''جوش خطابت'' کی طرح ٹھنڈا پڑ گیا۔ بقول ان کے ہم کھانے پینے میں مخصوص ٹوٹکے استعمال کر کے مہنگائی کے دور میں کئی چیزوں کا توڑ نکال سکتے ہیں۔ جیسے کوئی حکیم مریض کو اپنے نسخے، پیر اپنے مرشد کو دم درود، بلی شیر کو درخت پر چڑھنا نہیں بتاتی ایسے ہی کوئی اپنے ٹوٹکے بھی کسی نہیں بتلاتا۔ مگر موجودہ حالات میں اگر وزیر خوراک اپنے ٹوٹکوں کی پٹاری عوام کے سامنے کھول دیں تو اٹھارہ کروڑ عوام کی دعائیں ان کی قسمت میں ضرور آ جائیں گی۔ کم از کم ٹماٹر، پیاز، سبزی کا سستا نعم البدل ہی عوام کو بتا دیں۔ ضیاء الحق کا آشیرباد تو شیخ رشید کو بھی تھا مگر انہوں نے ہر پلیٹ فارم پر ٹماٹر، پیاز اور سبزیوں کی قیمتوں کا تذکرہ کر کے عوامی مسلم لیگ کا رہنماء ہی نہیں بلکہ عوامی رہنماء ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ انہوں نے تو نیٹو سپلائی روکنے کے سلسلے میں تحریک انصاف کے دھرنے میں بھی ٹماٹر، پیاز اور سبزیوں کے بھاؤ کا ذکر کر دیا حالانکہ ڈرون ٹماٹر، پیاز اور سبزیوں کو نشانہ بنانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے اور نہ ہی نیٹو کے کنٹینرز میں ٹماٹر، پیاز اور سبزی افغانستان سمگل ہوتی ہے۔ بقول شیخ رشید صاحب انہوں نے گزشتہ پانچ چھ برسوں میں صرف سچ بولنا اور جھوٹے کا ساتھ نہ دینے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ شاید اسی وجہ سے عوام میں ان کی مقبولیت کا گراف بڑھ گیا ہے۔ وزیر خوراک اگر اپنے ٹوٹکے عوام کے سامنے نہیں لا سکتے تو پھر کم از کم عوامی رہنماء ہونے کا ثبوت دیں اور غریب عوام کو ٹماٹر، پیاز اور سبزی سے محروم ہونے سے بچانے کے لیے کوئی ٹھوس اقدام ہی کریں۔ کپتان نے مہنگائی کے خلاف بھی سڑکوں پر آنے کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ بے روزگاری، دہشت گردی، ناانصافی، اور مہنگائی کے ڈرون سے اٹھارہ کروڑ عوام چوبیس گھنٹے مر رہی ہے اس کے خلاف دھرنا کب دیا جائے گا؟ عوام کے بنیادی مسائل تعلیم، صحت، روزگار، تحفظ اور سستا انصاف ہیں جن کا حل ہنگامی بنیادوں پر ہونا چاہیے۔ مگر ہم اپنے ذرائع ابلاغ پر نظر ڈالیں تو لگتا ہے کہ ہماری ترجیحات عوامی مسائل نہیں بلکہ آرمی چیف اور عدلیہ کے چیف کی تقرری ہے۔ امریکہ، برطانیہ، کینیڈا سمیت یورپین ممالک جہاں جمہوری حکومتیں ہیں کہیں بھی آرمی چیف یا چیف جسٹس کو میڈیا کی زینت نہیں

بنایا جاتا۔ یہاں پر بسنے والی عوام جو کتابوں کے علاوہ روزانہ کی بنیادوں پر اخبارات کا مطالعہ بھی کرتیں ہیں مگران میں سے شاید ہی کسی کو اپنے آرمی چیف یا چیف جسٹس کا نام آتا ہو۔ کیونکہ عدلیہ اور فوج ایسے ادارے ہیں جن کو میڈیا میں تشہیر کرنے سے پرہیز ہی کیا جاتا ہے۔ ہمارے میڈیا نے آرمی چیف اور چیف جسٹس کو معتبر ادارے کا سربراہ کی بجائے (Celelbrity) کے درجے پر فائز کر دیا ہے۔ چیف صاحبان کی مدت ملازمت جیسے ختم ہونے کو آ رہی تھی ہمارے میڈیا میں ہلچل بڑھتی جا رہی تھی۔ نئے چیف صاحبان کے سلسلے میں قیاس آرائیاں، سیاسی استخارے اور تجرباتی پیش گوئیاں دیکھ کر سٹے باز بھی متحرک ہو گئے۔ آرمی چیف کے اعلان سے قبل کرکٹ میچ کی طرح ریٹنگ جاری ہوئی تھی۔ جن صاحبان کو ہارٹ فیورٹ قرار دیا گیا تھا ان کا ریٹ بھی ہائی تھا مگر زیرک جواری ہمیشہ ماضی، حال اور حالات دیکھ کر ہی شرط لگاتا ہے۔ آرمی چیف کی تقرری کے بعد ہمارا میڈیا ان کو ایسی ہی کوریج دے رہا ہے جیسے برطانیہ میں شاہی خاندان کو دی جاتی ہے۔ فوج کا سپہ سالار ہونا اعزاز کی بات ہوتی ہے اور بہت بڑی ذمہ داری بھی۔ عام تاثر یہ ہوتا ہے کہ فوج میں موج نہیں ہوتی بلکہ ملک وقوم کے دفاع کی خاطر سخت ترین زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ مگر ہمارے میڈیا میں ان کی اس انداز سے تشہیر کی جاتی ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ ان کا تعلق کسی شاہی خاندان سے ہے۔ آمرانہ دور میں ہو سکتا ہے میڈیا کی مجبوری ہو مگر جمہوری دور میں فوجی سپہ سالار کو خبروں کی زینت بنانا سمجھ سے بالاتر ہے۔ میڈیا عوامی رائے کو تبدیل کرنے کا سب سے موثر ہتھیار ہوتا ہے، موجودہ حالات میں عوام کا ایشو یہ نہیں کہ کون چیف آف آرمی سٹاف بنا؟ کون سینئر تھا کون جونیئر؟ کس کو کیوں بنایا گیا؟ یہ حساس ادارے ہیں ان پر جتنی کم بحث کی جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ کاش! نئے چیف صاحبان ہی اس بات کی طرف توجہ کریں۔ کاش! کوئی اس بات پر بھی از خود نوٹس لے کہ آئندہ کوئی ان اداروں کے سربراہان کو شوبز کی طرح زیر بحث نہ لائے۔ اگر یہ رجحان مزید بڑھتا گیا تو جلد ہی ٹی وی کے ''مارننگ شوز'' میں چیف صاحبان کو مدعو کیا جانے لگے گا۔ ''ایک دن چیف کے ساتھ'' کرنے کا بھی سوچا جا سکے گا۔ اگر مقبولیت کا گراف مزید ایسے ہی بڑھا تو کوئی انہیں ''بگ برادر'' میں آنے کی دعوت بھی دے سکتا ہے۔ عوام کو اس سے غرض نہیں کہ کون چیف جسٹس ہے، انہیں سستا اور یقینی انصاف ہوتا نظر آنا چاہیے۔ عوام کو اس کی پروا نہیں کہ کون چیف آف آرمی سٹاف منتخب کیا گیا ہے عوام کو اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ کسی بھی اندرونی یا بیرونی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ میڈیا کا فوج کو زیر بحث لائے بغیر گزارا نہیں ہوتا تو اپنی عادت پوری کرنے کے لیے میجر عزیز بھٹی شہید، اسکواڈرن لیڈر ایم ایم عالم، پائلٹ آفیسر راشد منہاس شہید، میجر شبیر شریف شہید، میجر محمد طفیل شہید، لانس نائیک محفوظ شہید، اسکوارڈن لیڈر سرفراز رفیقی شہید، جیسے قومی ہیروز کے کارناموں کا عوام کو بتائے۔ اس وقت تو میڈیا نے چیف صاحبان کی اتنی قصیدہ گوئی کی جاتی ہے کہ ڈر ہے کہیں ان کو اس کی عادت ہی نہ ہو جائے۔

مہنگائی کے حوالے سے عمران خان نے 22 دسمبر کو لاہور میں ایک تاریخی احتجاج کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ انتہائی خوش آئند ہے لیکن عمران خان کو اپنے صوبہ رول ماڈل بنانے پر زیادہ توجہ دینی چاہیے اور اگر لاہور میں احتجاج کرنا ہے تو اس کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اس شہر نے عمران خان کو لاکھوں کی تعداد میں ووٹ دیئے ہیں اور اگر احتجاج بھی ویسا ہی ہوا جیسا سمن آباد میں کے شادی ہال میں عمران خان کا جلسہ ہوا تھا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ لاہور کی منتخب ٹیم اور اس کے ٹاؤنز صدور کو دن رات محنت کرنا ہوگی لیکن ابھی تک عمران خان کی

لاہور کی تنظیم نے کوئی کنونش کروا کر اپنی تنظیم کو مکس نہیں کیا۔تنظیم آج بھی محلاتی سازشوں میں مصروف ہے جبکہ محلات میں صرف چند لوگ ہی رہتے ہیں۔بلدیاتی انتخابات کی وجہ سے تحریک انصاف کے کائیاں لیڈر اپنے اپنے ساتھیوں کو الیکشن لڑوانے میں مصروف ہیں جبکہ کسی کا بھی احتجاج کی طرف کوئی دھیان نہیں ۔بہتر ہوتا کہ اس سے پہلے لاہور میں چھوٹے چھوٹے احتجاج شروع کر دیئے جاتے ایک بڑے احتجاج کی تیاری کیلئے۔مگر شاید ابھی لاہور کی تنظیم کے پاس وقت نہیں۔اگر یہ شو فلاپ ہوا تو عمران خان کے بلدیاتی امیدوار بھی منہ دیکھتے رہ جائیں گے سوا سے کامیاب کروانا لاہور کی تنظیم کی پہلی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کا ہر گھر اب مہنگائی کے ہاتھوں زلت آمیز زندگی گزارنے پر مجبور ہو رہا ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن-سرے

sohailloun@gmail.com

02-12-2013.